بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰـــنِ الرَّحِیم

Communism & Christianity

By
Allama Barkat Ullah

اشتراکیت یا مسیحیت

مصنف

علامہ مرحوم برکت اللہ

1938

اشتراکیت اور مسیحیت

(1)

فی زمانہ بے روزگاری کے مسئلہ نےہندوستان کی توجہ اپنی طرف ایسی جذب کرلی ہے۔ کہ لوگ کسی اور مسئلہ کی جانب توجہ ہی نہیں دیتے۔ جدھر آنکھ اٹھاؤ بے روزگاروں اور بے کاروں کی قطار ورقطار نظر آتی ہے۔ ہر طرف سے ایک ہی صدا کانوں میں پڑتی ہے۔ کہ "چپور خورو بامدا فرزندم بائے روٹی "کی چیخ وپکار کے سامنے دنیا کا ہر قسم کا شور اور غل مدھم پڑگیا ہے۔ دورحاضرہ میں کسی شخص کے لئے اور بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے کوئی ایسا امر دلچسپی کا باعث نہیں ہوتا جس کا تعلق روٹی کے ساتھ نہ ہو۔ ہندوستان کی موجودہ سیاسیات میں اقتصادیات کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ مذہبی اصول اور دینیات تک کو اس کے تحت کردیا گیا ہے۔ اور ان کو ذریعہ معاش بنادیا گیا ہے۔ مختلف مذاہب کے پیرو اپنے اپنےمذہب کی آڑمیں اپنے ذاتی اغراض ومقاصد کو پورا کرکے اس مقولہ پر عمل کررہے ہیں کہ "ایمان برائے طاعت ومذہب برائے جنگ۔" جس کا نتیجہ یہ ہوگیاہے۔ کہ فرقہ وارانہ شعلوں نے کشمیر بے نظیر سے لے کر راس کماری تک ہندوستان بھر میں آگ لگادی ہے۔ اور ہندوستان جو تیس سال پہلے دارالامان تھا۔ اب باہمی نزاع اور نفاق کی وجہ سے دارالحرب بن گیا ہے۔ اندرین حالات دور حاضرہ کے نوجوان جن کے آباؤ اجداد خدا اور مذہب کے نام پر مرمٹنا سعادت دارین کاموجب سمجھتے تھے۔ وہ مذہب کے نام سے نہ صرف بیزار دکھائی دیتے ہیں۔ بلکہ مذہبی مباحث اور دینی مشاغل سے متنفر ہوکر ان سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ ان کی نظریں مشرق کے انبیا اور ہندوستان کے اولیا کی طرف سے ہٹ کر روس کی جانب جالگی ہیں۔جہاں بے روزگاری زمانہ ماضی کی داستان پارینہ ہوچکی ہے اور اشتراکیت نے مصنوعی درجہ بندیوں کو مٹا کرہر ایک شخص کے لئے روٹی ،تعلیم،رہائش اور آسائش کا انتظام کرکے مواسات کو عالم امکان سے عالم وجود میں لاکر پردہ شہود پر رونما کردیاہے۔ اور اب ہر روشن خیال شخص یہ سوال پوچھتا ہے۔ کہ اگر اشتراکیت نے روس جیسے پس ماندہ ملک میں بیس سال کے اندر اعجازی کرشمے دکھا کر انقلاب برپا کردیا ہے۔ تو کیا ہندوستان

کے لئے اشتراکیت کا قیام اس کے اقتصادی مسائل کے لئے نفع بخش نہیں ہوگا؟ہندوستان کے کروڑوں باشندوں کے لئے یہ سوال زندگی اور موت کا سوال ہوگیا ہے۔

(2)

اگر بنظر تعمق دیکھا جائے ۔ تو اقتصادی معتقدات اور موجودہ حالات کے اندر فساد کی جڑ تقابل اور Competition ہے۔ہماری اقتصادی عمارت مقابلہ کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔ پس---

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

مقابلہ کی روح کی یہ خصوصیت ہے کہ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ دوسروں کو جائز وناجائز طریقوں سے پچھاڑ کر خود آگے بڑھے۔ پس موجودہ اقتصادیات اس دوڑ کی مانند ہے۔ جس میں ہر شخص اسی سر توڑ کوشش میں لگا رہتا ہے ۔ کہ میں کامیاب ہو کر دوسروں سے گوئے سبقت لے جاؤں ۔ اور باقی تمام حریف دیوالیہ ہوجائیں۔پس خودی اور طمع سرمایہ داری کی عمارت کے بنیادی پتھر ہیں۔ جوہر قسم کے اتفاق ، یگانگت اور محبت کے جانی دشمن ہیں۔ اب تلخ تجربہ نے ہم پر ظاہر کردیا ہے کہ مغرب کے زیر اثر مانچسٹر کے مدرسہ اقتصادیات (Manchester School of Ecnomics) نے جو سبز باغ ہم کو شروع شروع میں دکھائے تھے۔ ان کی حقیقت اور وقعت سراب سے زیادہ نہیں ہے ۔ اور ہندوستانی قوم ہر گز ترقی نہیں کرسکتی ۔ اگر وہ معدودے چند خوشحال سرمایہ داروں پر اور پچانوے یا زیادہ فی صد بھوکوں پر مشتمل ہوگی۔ جہاں سرمایہ دار فاقہ مستوں کو مخاطب کرکے کہیں۔

غوغائے کارخانہ آہنگری زمن　　گلبانگ ارغنون کلیسا ازآن تو
نخلے کہ شہ خراج برومی نہد زمن　　باغ بہشت وسدرہ وطوبیٰ زآن تو
تلخابہ کہ درد سر آروزآن من　　صہبائے پاک آدم وحوا ازان تو
مرغابی وتدرود کبوتر ازآن من　　ظل ہماد شہپر عنقا ازآن تو
ایں خاک وآنچہ از شکم ادزان من　　وز خاک تا بہ عرش معلی ازآن تو

سرمایہ داری میں سرے سے یہ صلاحیت ہی نہیں۔ کہ دنیا کی اچھی چیزوں اور نعمتوں کو محبت اور انصاف کے اصول کے مطابق تقسیم کرے۔ لیکن خدا نے اس دنیا کی نعمتیں سب کے لئے رکھی ہیں۔ اور اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں ہے ۔ کہ ان نعمتوں کی تقسیم موجودہ اقتصادی حالات کے مطابق خودی اور طمع کی بنا پر کی جائے ۔

(3)

فی زمانہ میں روس ایک ایسا ملک ہے جس میں اشتراکیت نے اپنی اقتصادیات کی بنیاد مقابلہ کی بجائے اتفاق ، موالات اور کوآپریشن پر رکھ کر بیس سال کے اندر عظیم پیمانے پر ایسا انقلاب پیدا کردیا ہے ۔ جس کی نظیر تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ پس ہمارے ملک کے نوجوان خیال کرتے ہیں کہ اگر ہندوستان میں بھی اشتراکیت کا بول بالا ہوجائے ۔ تو ہمارے کل اقتصادی مسائل حل ہوجائیں گے ۔ اس میں کچھ شک نہیں ۔ کہ اشتراکیت کا سب سے زیادہ دلکش اور روشن پہلو یہی ہے کہ اس نے اپنی اقتصادیات کی بنیاد کوآپریشن پر رکھی ہے ۔ لیکن کوئی صحیح العقل شخص اشتراکیت کے بدنما داغوں کی طرف سے اپنی آنکھیں بند نہیں کرسکتا۔ اشتراکیت سوسائٹی کے مختلف طبقوں میں منافرت کے جذبات پھیلاتی ہے ۔ اور مزدوروں کی جماعت کو یہ تلقین کرتی ہے کہ سرمایہ داروں کے وجود کو دنیا سے نابود کردیا جائے علاوہ ازیں اشتراکیت کے پاس ایسے محرکات اور معلات نہیں۔ جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو سرمایہ داری کی جانب سے ہٹا سکے ۔ اور انسان کی خودی اور طمع پر غالب آسکے۔ پس وہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اس کے پروگرام پر عمل کریں ۔ پس اشتراکیت خودی اور طمع کا قلع قمع نہیں کرسکتی۔ کیونکہ ان کا تعلق غیر مادی امور کے ساتھ ہے ۔ جن کا اشتراکیت سرے سے انکار کرتی ہے ۔ اشتراکیت تعدی ، جبر و تشدد ، قتل اور خون کے ہتھیاروں سے اپنا کام نکالتی ہے ۔ اور آزادی کی دشمن ہے ، مادیت ، الحاد، اور لامذہبی اس کی بنیادیں ہیں۔ وقت کوتاہ وقصہ طولانی ، ورنہ روس کی گذشتہ بیس سالہ تاریخ سے ثابت کیا جاسکتا ہے ۔ کہ اس کا ایک ایک ورق ان باتوں کی زندہ مثال ہے ۔

(4)

پس لازم ہے کہ ہندوستان کسی ایسے سیاسی اور اقتصادی لائحہ عمل کی تلاش کرے۔ جس میں اشتراکیت کی تمام خوبیاں موجود ہوں۔ لیکن اس کی برائیاں مفقود ہوں۔ مسیحی مذہب کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کے پاس اس قسم کا تعمیری پروگرام موجود ہے۔ جس کا نام مسیحی اصطلاح نے "خدا کی بادشاہت" رکھا ہے۔ اور وہ پروگرام روسی اشتراکیت کا جواب ہے۔ مسیحیت کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ بادشاہت اٹل ہے۔ اور اس کا بادشاہ ازلی اور ابدی بے نظیر شخصیت کا مالک ہے۔ اور اس کا لائحہ عمل ایک ایسا پروگرام ہے۔ جو عالمگیر ہے۔ یہ بادشاہت پروگرام کو مرتب کرتی ہے۔ اور اس کا بادشاہ لوگوں کو اس کے پروگرام پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔ آؤ ہم چند لمحوں کے لئے دیکھیں، کہ آیا مادہ پرست اور ملحدانہ اشتراکیت ہندوستان کی اقتصادی مشکلات کو حل کرے گی یا اس مبارک کام میں "خدا کی بادشاہت" کے اصول ہمارے راہنما ہوں گے۔

(5)

خدا کی بادشہت کے بنیادی اصول یہ ہیں۔ کہ خدا ہمارا باپ ہے۔ جو ہر فرد بشر سے ازلی اور ابدی محبت کرتاہے۔ اور کل بنی نوع انسان بلالحاظ ذات، مذہب، نسل، رنگ، قوم اور ملک وغیرہ ایک دوسرے کے بھائی اور خدا کی بادشاہت کے شریک ہیں۔ اس بادشاہت کے بانی کا ارشاد ہے کہ "تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمان پر ہے اور تم سب بھائی ہو(حضرت متی رکوع 23آیت 8)۔

یہ پہلا سبق ہے کتاب ہدا کا   کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

اس مواخات کی وجہ سے ہر شخص پر یہ فرض عائد کردیا گیاہے کہ وہ دوسروں سے اس طرح محبت کرے۔ جس طرح اپنے آپ سے محبت کرتا ہے۔ ہر ایک شخص کو جو خدا کی بادشاہت کا ممبر ہے مساوی حقوق حاصل ہیں۔ پس خدا کی بادشاہت کا اصل الاصول محبت ہے۔ اور اخوت ومساوات اس بادشاہت کے بنیادی اصول ہیں۔

محبت، اخوت اور مساوات کے اصول کا یہ تقاضہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے، جو ہر انسان اپنے لئے چاہتاہے۔ سچ پوچھو، تو حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان محبت کے اصول پر عمل کرے تو یہ جان لو کہ اس نے تمام شریعت پر عمل کرلیا۔ چنانچہ انجیل جلیل میں ارشاد ہوا ہے کہ "آپس کی محبت کے سوا کسی چیز میں کسی کے قرضدار نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص دوسرے سے محبت رکھتا ہے۔ اس نے شریعت پر پورا عمل کرلیا۔ کیونکہ یہ احکام کہ زنا نہ کر، خون نہ کر، چوری نہ کر، لالچ نہ کر، اور ان کے سوا اور جو کوئی حکم ہو، ان سب کا خلاصہ اس بات میں پایا جاتا ہے کہ اپنے ابنائے جنس سے اپنی مانند محبت رکھ۔ محبت اپنے ابنائے جنس سے بدی نہیں کرتی۔ اس واسطے محبت شریعت کی تعمیل وتکمیل ہے۔"(خط رومیوں رکوع 13)۔ تمام حقوق العباد اسی زمرہ میں آجاتے ہیں۔ پس محبت کا اصل الاصول جامع اور مانع ہے۔ جو تمام آئین وقوانین اور فقہ پر حاوی ہے۔

خلل پذیر بود ہر بنا کہ مے بینی
مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

یہ اصل انسان کے روزمرہ کے فرائض کے ساتھ وابستہ کیا گیاہے۔ اور انسانی اخلاق کا نصب العین قرار دے دیا گیا ہے۔ پس خدا کی بادشاہت کے اس اصل نے ہر قسم کی درجہ بندی تفریق اور تمیز کو مٹادیا۔ اور جس بات کو اشتراکیت نے آج جبر اور تشدد کے ذریعہ حاصل کیا ہے دوہزار سال ہوئے، کلمتہ اللہ نے محبت کے زرین اصل کے ذریعہ اس کو حاصل کرنے کا راستہ دکھادیا تھا۔

محبت کا اصل خودی کا عین نقیض ہے۔ محبت اور خودی اجتماع الضدین ہیں۔ جہاں محبت ہے وہاں خودی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ محبت کا جوہر خود انکاری اور ایثار نفسی ہے۔ اسی طرح طمع اور محبت دونوں ایک دوسرے سے بیگانہ ہیں کلمتہ اللہ نے سرمایہ داروں کو فرمایا کہ " کوئی شخص دو مالکوں کی خدمت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ یا تووہ ایک سے عداوت رکھیگا۔ اور دوسرے سے محبت، اور یا ایک سے ملا رہیگا۔ اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے۔" (حضرت متی رکوع 6آیت 24)۔ ابن اللہ نے طامع لوگوں کو فرمایا: خبردار ہر طرح کے لالچ سے اپنے آپ کو بچائے رکھو کیونکہ کسی کی زندگی اس کے مال کی کثرت پر موقوف نہیں (حضرت لوقا رکوع 12آیت 15) کلمتہ اللہ کی نگاہ میں طمع گناہ کبیرہ میں سے تھا۔ چنانچہ انجیل مقدس میں وارد ہوا ہے کہ " لالچ بت پرستی کے برابر ہے۔" (خط کلسیوں رکوع 3آیت 5)یہی وجہ تھی کہ مالدار اور سرمایہ دار اشخاص کلمتہ اللہ اور آپ کے حوارئین سے کنارہ کش رہتے تھے۔

(6)

پس کلمتہ اللہ کی تعلیم کے مطابق خدا کی بادشاہت کی بنیاد کسی ایسے اصل پر مبنی نہیں ہوسکتی ۔ جس کا تعلق خودی اور طمع کے ساتھ ہو۔ پس اس بادشاہت کے اقتصادی نظام اور اصول تقابل اور (Competition) پر قائم نہیں ہوسکتے ۔ بلکہ صرف کوآپریشن موالات اور محبت کے اصول پر ہی قائم ہوسکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسا کوآپریشن اشتراکیت کی طرح جبر وتشدد قتل، وخون کے ذریعہ معرض وجود میں نہیں آسکتا۔ بلکہ الہٰی ، محبت ، اخوت، اورمساوات اس بادشاہت کی سیاسیات اور اقتصادیات کی محرک اور بنیاد ہیں۔ پس خدا کی بادشاہت کے تصور میں وہ عنصر جو اشتراکیت کا روشن پہلو ہے ۔ بطرز احسن موجود ہے۔اور وہ تمام عناصر جو اشتراکیت پر بدنما دھبے ہیں۔ اس تصور سے نکیتہً غائب ہیں۔ اس بادشاہت میں ملوکیت اور اشتراکیت کے بد ترین عناصر یعنی جوروظلم، تعدی اور استبداد ،عقوبت وتعذیب، جدال وقتال کو دخل نہیں، کیونکہ اس کی اقتصادیات، محبت، وشفقت، ہمدردی اور رحم، حق اور عدل ،فروتنی انکساری اور خلق خدا کی خدمت پر قائم ہیں۔ پس اس بادشاہت کے ممبروں پر عداوت اور نزاع ۔ کینہ اور حسد، غصہ اور شقاق بغض، اور قتل ،مستی اور لہوولعب ممنوع اور حرام ہیں۔ کیونکہ یہ سب باتیں اس کے اصول کے خلاف ہیں۔ کیونکہ محبت اور خوشی اطمینان اور تحمل، نیکی اور ایمانداری ۔ تواضع اور پرہیزگاری اس بادشاہت کے اصول کے عملی نتائج ہیں(خط گلتیوں رکوع 5آیت 19وغیرہ)۔

پس کلمتہ اللہ نے خدا کی بادشاہت کے قوانین کو ایک جامع اصل محبت کے ماتحت کردیا۔ اور مسیحیت نے اپنے اقتصادی لائحہ عمل کو اس جامع اصل کے ماتحت مرتب کیا ہے ۔ اگر ہم اپنے ابنائے جنس سے اپنے برابر محبت کریں گے۔ تو افلاس اور غریبی کا خود بخود قلع قمع ہوجائے گا۔ چنانچہ عبرانیوں کی انجیل میں ایک واقعہ کا ذکر ہے جو انجیل متی پر مبنی ہے کہ "ایک دولتمند نے جناب مسیح کو کہا "اے آقا میں کیا کروں کہ زندگی حاصل کروں۔" آپ نے جواب دیا "میاں شریعت اور صحائف انبیاء پر عمل کر۔" اس نے کہا کہ "ان سب پر میں نے عمل کیا ہے۔" آپ نے جواب دیا کہ " جا جو کچھ تیرا ہے بیچ کر غریبوں کو دے ۔ اور آکر میرے پیچھے ہولے ۔" اس پروہ سرمایہ دار برہم ہوگیا۔ کیونکہ یہ بات اس کی طبع پر ناگوار گذری ۔ جناب مسیح نے اس کو کہا۔ تو کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں نے شریعت اور صحائف انبیا پر عمل کیا ہے۔ درآنحالیکہ شریعت میں لکھا ہے کہ اپنے ابنائے جنس سے اپنی مانند محبت رکھ۔ دیکھ تیرے بہت سے بھائی جو آل ابراہیم ہیں چیتھڑوں میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ اور بھوکوں مر رہے ہیں ۔ اور تیرا گھر مال ، اسباب اور سامان خوردونوش سے بھرا پڑا ہے۔ اور اس میں سے کچھ نہیں نکلتا۔"

(7)

جب ابن اللہ معبوث ہوئے۔ اور آپ نے خلق خدا کو نجات کا پیغام دینا شروع کیا۔ تو ابتدا ہی میں پہلی بات جو آپ نے کی وہ یہ تھی ۔ کہ آپ نے خدا کی بادشاہت کا پروگرام مرتب کیا۔ اور مرتے دم تک آپ اس لائحہ عمل پر کار فرما رہے ۔آپ نے سبت کے روز جب خلق خدا ناصرت کے عبادت خانہ میں جمع تھی۔ بھرے مجمع میں کھڑے ہو کر اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا: خدا نے مجھے مسح کیا ہے ۔ تاکہ غریبوں کو جن کو دولتمندوں نے پاؤں تلے روند رکھا ہے ۔ خوشخبری دوں۔ ان کو جو مجلسی اور سیاسی قیود کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ۔ رستگاری بخشوں ۔ ان کو جن کے بدن چور اور شکستہ ہیں۔ اور جن کے ماحول ناگفتہ بہ ہیں۔ شفا اور طاقت دوں کچلے ہوؤں کو آزاد کروں۔ اور سب کو خدا کی بادشاہت کی بشارت دوں۔"(حضرت لوقا رکوع 4)۔ اس پروگرام کا پہلا قدم غریبوں اور مفلسوں سے متعلق تھا۔ اور آپ نے ببانگ بلند فرمایا کہ " مبارک ہیں وہ جو مفلس ہیں۔ کیونکہ خدا کی بادشاہت انہیں کی ہے (حضرت متی رکوع 5)۔ابن اللہ اس دنیا میں معبوث ہو کر آئے ۔تاکہ دنیا کی کایا پلٹ دیں۔ اور ایک نیا آسمان اور نئی زمین معرض وجود میں آئے ۔ اور یہ دنیا جو خدا اور اس کے مسیح کی ہوجائے ۔ بالفاظ دیگر خدا کی بادشاہت موجودہ دور کی جگہ لے لے ۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر جناب مسیح نے اپنا لائحہ عمل تجویز فرمایا۔ تاکہ خدا کی بادشاہت عالمگیر پیمانہ پر اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے قائم ہوجائے۔

(8)

ابن اللہ نے اس پروگرام کی تفصیل کو تمثیلوں کے ذریعہ دنیا کے ذہن نشین کردیا۔ اور سکھلایا کہ ہر شخص کی آمدنی اس کی ضروریات کے مطابق ہونی چاہیے۔ طوالت کے خوف کی وجہ سے

میں صرف ایک تمثیل پر اکتفا کرتاہوں۔آپ نے فرمایا کہ " آسمان کی بادشاہت اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو سویرے نکلا، تاکہ اپنے انگوری باغ میں مزدور لگائے ۔اور نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر ان کو اپنے باغ میں بھیج دیا۔ پھر پہر دن چڑھے کے قریب نکل کر اس نے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا۔ اور ان سے کہا " تم بھی باغ میں چلے جاؤ۔ جو واجب ہے کہ تم کو دوں گا ۔" پس وہ چلے گئے ۔ پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر کے قریب نکل کر ویسا ہی کیا۔ اور کوئی گھنٹہ دن رہے پھر نکل کر اوروں کو کھڑے پایا۔ اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہے ؟ انہوں نے اس سے کہا " اس لئے کہ کسی نے ہم کو مزدوری پر نہیں لگایا ۔" اس نے ان سے کہا ۔ تم بھی باغ میں چلے جاؤ۔ جب شام ہوئی تو باغ کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا کہ " مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لے کر پہلوں تک ان کو مزدوری دیدے۔" جب وہ آئے ۔ جو گھنٹہ بھر دن رہے لگائے گئے تھے۔ تو ان کو ایک ایک دینار ملا۔ جب پہلے مزدور آئے ۔ تو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم کو زیادہ ملیگا لیکن ان کو بھی ایک ہی دینار ملا۔ تب وہ گھر کے مالک سے یہ کہہ کر شکایت کرنے لگے کہ ان پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کام کیا ہے ۔ اور تونے ان کو ہمارے برابر کردیا۔ جنہوں نے دن بھر کا بوجھ اٹھایا۔ اور سخت دھوپ سہی۔" اس نے جواب دیا۔" میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا۔ کیا تیرا مجھ سے ایک دینار نہیں ٹھہرا تھا؟ جو تیرا ہے اٹھالے اور چلاجا ۔ میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں۔ اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں۔ کیا مجھے روا نہیں۔ کہ اپنے مال کے ساتھ جو چاہوں سو کروں ؟ (حضرت متی رکوع 20)۔

اس تمثیل میں ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ مالک کو بیکاروں سے ہمدردی تھی۔ اور اس نے ان کو پوری مزدوری دے دی ۔ کیونکہ اگروہ بیکار تھے ۔ تووہ اپنے کسی قصور کی وجہ سے بیکار نہ تھے۔ بلکہ حض اسلئے بیکار تھے ۔ کہ ان کو کسی نے مزدوری پر نہ لگایا تھا۔ اوربیکاری کے زمانہ میں ان کی ضروریات بدستور سابق تھیں۔ اور مالک نے ان کی ضروریات کے مطاقب ان کو مزدوری دی۔ دوسری بات جو اس تمثیل سے عیاں ہے وہ یہ ہے کہ ہر مزدور کے حقوق مساویانہ ہیں۔ مالک نے کہا کہ " میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتاہوں ۔ اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دوں،" پس خدا کی مرضی یہی ہے کہ اس دنیا کی نعمتوں کی تقسیم میں سب مزدوروں کے حقوق مساویانہ ہوں۔ اور ہر شخص کو ان کی ضروریات کے مطابق انصاف سے بانٹا جائے ۔لیکن جس طرح اس تمثیل میں دیگر مزدوروں نے مالک کی منصفانہ تقسیم پر اعتراض کیا۔ اسی طرح فی زمانہ سرمایہ دار غربا کے حقوق تلف کرنے پر آمادہ رہتے ہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کے مطابق ان کی آمدنی ہو ۔لیکن خدا کی مرضی یہ ہے کہ ہر طرح کا غیر مساویانہ سلوک جو فطرت پر مبنی نہیں۔ خدا کی بادشاہت میں سے خارج کردیا جائے کیونکہ یہ باتیں موجودہ طرز معاشرت نے سوسائٹی میں داخل کردی ہیں۔لیکن وہ فطرت کے خلاف ہیں۔ خدا کی بادشاہت کا طرز معاشرت ایسا ہے ۔ جس میں ہر انسانی بچے کے لئے جو دنیا میں پیدا ہوتا ہے یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ دوسروں کی طرح اپنے فطری قواء کے استعمال سے اعلیٰ ترین زینہ پر پہنچ سکے۔ پس خدا کی بادشاہت میں وہ دیواریں جو موجودہ سوسائٹی نے مختلف انسانوں کے درمیان حائل کر رکھی ہیں۔ مسمار کردی جائینگی ۔ اور ہر انسان کے بچے کو مساوی موقعہ دیا جائیگا۔ تاکہ اس کے مختلف فطری قواء مناسب ماحول میں نشوونما پا کر بنی نوع انسان کی ترقی کا موجب بنیں۔

ایک اور تمثیل کے ذریعہ (حضرت متی رکوع 25)۔ کلمتہ اللہ نے ہم کو یہ سبق سکھلایا ہے کہ جس شخص کو خدا نے اعلیٰ پیمانہ پر فطری قواء عطا کئے ہیں۔ اس سے خدا کی بادشاہت میں یہ امید کی جائیگی کہ وہ ان قواء کو اس طور پر استعمال کرے ۔ کہ وہ وقواء خدا کی بادشاہت کے قیام اور اس کے ممبروں کی ترقی کا باعث ہوں ۔ پس ان دونوں تمثیلوں سے ہم یہ اخذ کرتے ہیں کہ مسیحیت کی اقتصادیات ان دو قوانین پر منحصر ہیں کہ اول مال کی فراوانی کے بہم پہنچانے میں ہر شخص اپنی اپنی لیاقت کے اندازے کے مطابق کام کرے ۔ تاکہ نوع انسانی مرفہ الحال ہوجائے ۔ اور دوم ۔ مال کی تقسیم کے وقت ہر شخص کو اس کی ضروریات کے مطابق بانٹا جائے ۔ ان اقتصادی قوانین پر عمل کرنے سے اعلیٰ لیاقت کے انسان اپنے قواء کو اپنی ذاتی اغراض اور منفعت کی تحصیل کی خاطر استعمال نہیں کریں گے ۔ بلکہ ان کے قواء نوع انسانی کی ترقی اور خوشحالی کے لئے استعمال ہوں گے بلکہ ان کے قواء نوع انسانی کی ترقی اور خوشحالی کے لئے استعمال ہوں گے ۔ خدا کی بادشاہت میں اعلیٰ لیاقت کا شخص سیم وزر میں اور ادنیٰ لیاقت کا شخص خاک وخاشاک میں لیٹتا نظر نہیں آئیگا۔ بلکہ اعلیٰ اور ادنیٰ لیاقت کے انسان اپنی اپنی قابلیتوں کو بنی نوع انسان کی مرفہ الحال میں خرچ کریں گے ۔ تاکہ ان لیاقتوں کے مجموعی نتائج اور ثمرات سے ہر شخص کا گھر پھلے اور پھولے۔

(9)

تاریخ کلیسیا میں ایسا زمانہ بھی گزراہے جب خدا کی بادشاہت کے مذکورہ بالا اقتصادی اصولوں پر عمل بھی کیا گیا۔ اور اس تجربہ نے یہ ثابت کردیا ۔ کہ یہ اصول محض کتابی اصول ہی نہیں بلکہ وہ عملی اصول بھی ہیں ۔ چنانچہ جب ابن اللہ نے اس دنیا سے صعود فرمایا۔ تو انجیل جلیل میں لکھا ہے کہ "سب ایماندار ایک جگہ رہتے تھے اور ساری چیزوں میں شریک تھے۔ اور اپنی جائیداد اور املاک ومواال کو فروخت کرکے ہر ایک کی ضرورت کے موافق تقسیم کردیا کرتے تھے۔اور ہر روزیکدل ہو کر جمع ہوا کرتے تھے اور خدا کی حمد کرتے تھے اور سب لوگوں کو عزیز تھے۔اور مومنین کی جماعت ایک دل اور ایک جان تھی۔ یہاں تک کہ کوئی شخص بھی اپنے مال کو اپنی ملکیت نہ سمجھتا تھا۔ بلکہ ان کی سب چیزیں مشترک تھیں۔ اور ان سب پر فیض عظیم تھا۔ کیونکہ اس گروہ میں سے ایک شخص محتاج نہ تھا۔اس لئے کہ جو سرمایہ دار زمینوں یاگھروں کے مالک تھے۔ وہ ان کو بیچ بیچ کر فروخت کردہ چیزوں کی قیمت لاکر رسولوں کے قدموں میں ڈال دیتے تھے۔ پھر ہر ایک کو اس کی ضرورت اور احتیاج کے مطابق بانٹ دیاجاتا تھا (اعمال الرسل رکوع 2 اور رکوع 4)۔

یہ اشتراکیت مسیحی اصول اقتصادیات کا نتیجہ تھی۔لیکن اس قسم کی اشتراکیت میں اور روسی اشتراکیت میں بعد المشرقین ہے ۔ کیونکہ اول۔ اس اشتراکیت کی بنیاد مادیت، دہریت اور الحاد کی بجائے روحانیت اور خدا کی محبت پر قائم تھی۔ دوم۔ یہ اشتراکیت انسانی محبت پر مبنی تھی نہ کہ جبر اور تشدد پر، کسی شخص کو مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ کہ وہ اپنے املاک ومواال کو فروخت کرکے ہر ایک کی ضرورت کے مطابق سب میں تقسیم کردے ۔ سوم۔ اس اشتراکیت کے قیام کا طریقہ یہ نہیں تھا۔ کہ سرمایہ داروں کے خلاف منافرت کےجذبات مشتعل کئے جائیں۔ تاکہ مزدوروں کی جماعت اور سرمایہ داروں کے طبقہ میں تصادم اور جنگ اشتراکیت کا پیش خیمہ ہوں۔ بلکہ سرمایہ داروں نے ازراہ محبت اپنے بھائیوں کی حاجتوں کو رفع کرنے کے لئے خود بخوشی خاطر اپنا مال واسباب فروخت کرکے سب چیزوں کو مشترک بنادیا تھا۔

اس قسم کی اشتراکیت اوائل مسیحی صدیوں میں قائم رہی۔ چنانچہ برنباس کے خط (70تا 110ء) میں ہے ۔ تو اپنی تمام چیزیں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مشترک رکھ اور اپنے کسی مال کو اپنی ذاتی ملکیت نہ سمجھ۔ جسٹن شہید اور ٹرٹولین (110ء تا 180ء) غیر مسیحی بت پرست سرمایہ داروں کو کہتے ہیں کہ ہم مسیحی سب چیزوں کو مشترک رکھتے ہیں۔ پطرس کے موعظت (دوسری صدی) میں مرقوم ہے کہ " اے سرمایہ دارو! یاد رکھو، کہ تمہارا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرو۔ کیونکہ تمہارے پاس تمہاری ضروریات سے کہیں زیادہ چیزیں موجود ہیں۔ یاد رکھو کہ جو چیزیں تمہارے پاس فراوانی سے موجود ہیں۔ وہ دوسروں کے پاس نہیں ہیں۔ پس وہ چیزیں ان کو دیدو۔ کیونکہ ان کا حق رکھنا تمہارے لئے شرم کا باعث ہے ۔ خدا کے انصاف اور محبت کی پیروی کرو۔ تو تمہاری جماعت میں ایک شخص بھی محتاج نہیں رہیگا۔" چوتھی صدی میں مقدس آگسٹین کہتا ہے کہ " ذاتی ملکیت رکھنا۔ ایک غیر فطرتی حرکت ہے ۔ کیونکہ اس کی وجہ سے دنیا میں حسد ، کینہ ، بغض، عناد، جنگ وجدال ، گناہ اور کشت وخون واقع ہوتے ہیں۔" بشپ کلیمنس اول کہتا ہے کہ "تمام دنیاوی چیزیں سب کے استعمال کے لئے مشترک ہونی چاہئیں ۔ کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ شے میری ہے ۔ وہ چیز تیری ہے اور فلاں چیز اس کی ہے ۔ کیونکہ اسی سے انسانوں میں جدائیاں اور عداوتیں پڑتی ہیں۔"

(10)

پس ہندوستان کی پیچیدہ مالی مشکلات اور گنجیدہ اقتصادی مسائل کو سلجھانے کا واحد ذریعہ مسیحیت کے بانی کے پاس ہے ۔ کلمتہ اللہ نے خدا کی بادشاہت کے تصور کے ذریعہ ایک ایسا لائحہ عمل ہندوستان کے سامنے پیش کردیا ہے ۔ جس کا اصل الاصول محبت ہے ۔ اور اس کی علت غائی یہ ہے کہ ہر قسم کی خودی اور طمع کا استیصال کردیا جائے تاکہ ان کی بجائے ایثار نفسی اور ہمدردی ، حق اور عدل کا بول بالاہو۔ اور ہر طرح کی درجہ بندی تفریق اور تمیز کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا جائے۔تاکہ ان کی جگہ محبت اخوت اور مساوات قائم ہوں۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے مسیحیت کے پاس محرکات بھی موجود ہیں۔ اس بادشاہت کا لائحہ عمل اس بنا پر مرتب کیا گیاہے کہ ہر شخص کوآپریشن (امداد باہمی) کے اصولوں کے ماتحت اپنی لیاقت کے اندازہ کے مطابق کام کرے۔ تاکہ نوع انسانی مرفہ الحال ہوجائے اور ہر ایک شخص کے لئے اس کی حاجتوں کے مطابق ضروریات زندگی

مہیا ہو سکیں۔ اور اس دنیا میں کوئی فرد بشر محتاج نہ رہے۔ اور موجودہ معاشرت کی جگہ خدا کی بادشاہت قائم ہوجائے۔ جس کی نسبت ہر شخص کہہ سکے کہ۔

این زمین را آسمانے دیگر است